بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم چہار شنبہ

جلد ۔۔۔ | ۲ ماہ اخاء ۱۳۲۵ ہش | ۶ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ | ۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۳۰

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ اخاء۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت کھانسی اور نزلہ کے باعث ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

آج بعد نماز عصر واقفین تحریک جدید نے اپنے ان مجاہد بھائیوں کے اعزاز میں دعوت چائے دی اور ایڈریس پیش کیا۔ جو ممالک غیر میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔ اور جنکے نام مکرم مولوی غلام رسول صاحب۔ مکرم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی اور مکرم میر ضیاء اللہ صاحب ہیں۔ جواب میں تینوں اصحاب نے شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ آخر میں جناب مولوی عبدالمغنی صاحب نے وقف زندگی کی اہمیت پر تقریر فرمائی۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب نے تمام حاضرین سمیت دعا کی۔ اور مجلس برخاست ہوئی۔

مکرم قاری غلام مجتبیٰ صاحب محلہ دارالبرکات چند روز سے شدید بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعا فرمائیں۔

افسوس حکیم سید شاہ نواز صاحب کھرڑ ضلع انبالہ ۲۸ ستمبر کو وفات پا گئے۔ اناللہ

اسلام اور احمدیت کی حفاظت اور ترقی کے لئے روزے

سیدنا حضرت امیرالمومنین اطال اللہ بقاءہ واطلع شموس طالعہ نے ماہ اکتوبر میں ہر جمعرات اور پیر کو روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ ہندوستان میں بالخصوص اور دیگر ممالک میں بالعموم اسلام اور احمدیت کے لئے جو نازک حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور جو نئی نئی مشکلات جماعت احمدیہ کے سامنے آرہی ہیں۔ ان کے ازالہ اور دفعیہ کے لئے ہم سب اجتماعی طور پر اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کریں کہ ان حالات کو دور فرما دیا جائے۔ یا اپنے فضل وکرم سے انہیں اسلام اور احمدیت کے لئے برکت و رحمت کا موجب بنا دیا جائے۔

روزہ کا قبولیت دعا کے ساتھ گہرا تعلق ہے صحیح رنگ میں روزہ رکھ کر جو دعائیں کی جائیں وہ بہت مقبول ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ روزوں کے ذکر میں فرماتا ہے۔ اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرہ) یعنی جب میرا کوئی روزہ دار بندہ میرے متعلق سوال کرے۔ تو اسے کہہ دو۔ کہ میں بالکل قریب ہوں۔ جب مجھے کوئی پکارنے والا پکارتا ہے۔ تو میں اسکی دعا قبول کرتا ہوں۔

غرض روزہ دار کی دعائیں بڑی سریع الاثر ہوتی ہیں۔ لیکن جب یہ دعائیں بھی اللہ تعالےٰ ہی کے نام کی بلندی اور اسی کے دین کی ترقی کے لئے مخصوص کر دی جائیں۔ تو پھر تو ان کی قبولیت میں کوئی شک ہی نہیں رہتا۔ پس ان ایام میں ہر صحت مند بالغ احمدی مرد وعورت کو ضرور روزہ رکھنا چاہیئے۔ اور نہائت دردمندی اور سوز کے ساتھ جماعت کی حفاظت اور ترقی کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں دعا کرتے وقت احباب کو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد بھی بالخصوص یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ "دعا کے قبول ہونے کے ساتھ درود کا بڑا تعلق ہے۔ وہ انسان جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر دعا کرتا ہے۔ اس کی ہر ایک ایسے انسان سے بڑھ کر دعا قبول ہوتی ہے۔ جو بغیر درود شریف کے کرے۔"

موجودہ اور آنے والے ایام جماعت احمدیہ کے لئے جس قدر مشکلات اور مصائب سے پُر ہیں۔ اس کا کسی قدر اندازہ ان حادثات سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ جو کلکتہ اور ڈھاکہ میں پیش آئے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنے امام کی ہدایات کے ماتحت نہ صرف فرقہ وارانہ لڑائی جھگڑوں سے الگ رہنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر ہر مذہب وملت کے لوگوں کی خدمت کرنے اللہ کے دکھ درد میں شریک ہونے اور ہر ممکن امداد دینے میں حتی الامکان کوشاں رہتا ہے۔ لیکن حالات اس قدر مخدوش ہو چکے ہیں۔ اور فتنہ وفساد کا مادہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ایسے پُر امن اور خدمت گزار انسانوں کو بھی جانی اور مالی نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اندھا دھند بغیر کسی قسم کی تمیز کے لوٹ مار اور تباہی و بربادی کی جاتی ہے۔ کلکتہ میں احمدی احباب کو کئی لاکھ کا نقصان اسکا وجہ سے اٹھانا پڑا۔ اور بڑی مشکل سے مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب ڈھاکہ کے متعلق جو اطلاع آئی ہے۔ اور جو گزشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ وہ بھی نہائت افسوسناک اور تشویش انگیز ہے تیس ہزار کے مالی نقصان کے علاوہ نہائت قیمتی اور مقدس مذہبی لٹریچر کا اتلاف نہائت ہی المناک ہے۔

یہ حالات اور واقعات بتاتے ہیں کہ احمدی احباب باوجود نہائت پُر امن رہنے اور کسی کو کسی قسم کا جانی یا مالی نقصان پہنچانے کا خیال بھی دل میں نہ رکھنے بلکہ ہر مصیبت زدہ کی امداد کرنے کے جذبہ سے سرشار رہنے کے باوجود امن میں نہیں۔ بلکہ ان کے لئے بھی جانی اور مالی نقصانات کے خطرات درپیش ہیں۔ اور جب صورت حالات یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ تو نہائت ضروری ہے کہ ان خطرات اور نقصانات سے بچنے کے لئے ہم بھی کوئی طریق اختیار کریں۔ وہ طریق اور سب سے بہترین طریق وہی ہے جو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ ماہ اکتوبر میں ہر پیر اور جمعرات کو احباب جماعت روزہ رکھیں۔ اور دعائیں کریں کہ خدا تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے جماعت کو ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ رکھے اور اس کی قبولیت لوگوں کے دلوں میں ڈالے۔ ہم دنیوی لحاظ سے مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے اسباب اور ذرائع سے بالکل تہی دست ہیں۔ ادھر ہر قسم کے فتنہ وفساد لڑائی اور جھگڑے سے دور رہنا ہمارا فرض ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالےٰ نے دنیا کی ہدائت اور راہنمائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احمدیت کو قائم کیا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ آڑے وقت میں وہ ہماری سنے۔ اور ہماری حفاظت اور ترقی کے غیب سے غیر معمولی سامان بہم پہنچائے۔ بشرطیکہ ہم اپنے آپ کو اسکے فضل اور اسکی نصرت کو جذب کرنے کے اہل ثابت کریں۔

پس ان مقررہ ایام میں تمام احمدی احباب کو سوائے معذوروں کے اہتمام کے ساتھ روزے رکھنے اور نہائت الحاح کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالےٰ احمدیت کی اشاعت اور ترقی کے لئے اور تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کی حفاظت اور سلامتی کے لئے محض اپنے فضل سے غیر معمولی سامان فرمائے۔ اور اسکی مشیت میں اگر کوئی ابتلا مقدر بھی ہے۔ تو ۔۔۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے

دہلی میں فرمودہ ارشادات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۲ ستمبر کو دہلی تشریف لائے۔ روزانہ حضور مغرب وعشا کی نماز کے بعد مجلس میں رونق افروز ہوتے اور معارف بیان فرماتے ہیں۔ ۲۷ ستمبر کو حضور نے جمعہ کی نماز مسجد احمدیہ دریا گنج میں پڑھائی۔ خطبہ میں جماعت کو موجودہ زمانہ میں انبیاءؑ کی جماعتوں کی طرح قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے جو کچھ فرمایا۔ وہ خلاصۃً اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔ فرمایا:

خطبہ جمعہ کا مفہوم

ہماری مثال دوسرے مسلمانوں سے نہیں ملتی۔ ہم ان جماعتوں سے نہیں ہیں۔ جو اپنے منبع سے دور ہو چکی ہیں۔ ہمارا تو دعویٰ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہم میں رسول بھیجا۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کو بھیجا۔ حضرت عیسیٰؑ کو بھیجا۔ حضرت رام چندر حضرت بدھؑ۔ حضرت زرتشتؑ کو بھیجا۔ اس لئے ہمارا دوسروں سے مقابلہ ہی کیا ہو سکتا ہے۔ مامور سے تعلق رکھنے والی اور مامور سے دور ہونے والی جماعتوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ہماری مثال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جماعت کی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی جماعت کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جماعت کی ہے۔ جبتک ہم ان جیسی قربانیاں نہیں کرتے۔ اس وقت تک ہماری بڑی سے بڑی قربانی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ دوسری اقوام سے ہمارا مقابلہ کرنا ہماری ہتک ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ہتک ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک ہے۔

اسی سلسلہ میں فرمایا۔ صحابہ رضؓ نے کس طرح اپنی زندگیاں قربان کر دیں۔ کبھی انہوں نے خیال بھی نہ کیا۔ کہ ہمارے کام مقدم ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں۔ کہ ہم نے بیوی بچوں کا بھی خیال رکھنا ہے۔ لیکن کیا صحابہ رضؓ کے بیوی بچے نہ تھے۔ ان کے پیٹ نہ تھے۔ جب تھے۔ تو ہم خدا تعالیٰ سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم نے بیوی بچوں کی وجہ سے قربانی میں کمی کی۔ خدا تعالیٰ سے ہزاروں ہزار لوگ پیش کر دیگا۔ اور کہے گا۔ کہ کیا ان کے بیوی بچے نہ تھے۔ جب ان کے لئے یہ روک نہ بنے۔ تو تمہارے لئے کیسے روک بن گئے۔ وہ کونسی تکلیف ہے۔ جو آج ملازمین کو پہنچتی ہے۔ مگر اس وقت صحابہ کو نہیں پہنچی۔ بعض صحابہ تو غلام تھے۔ جو کہ ۲۴ گھنٹے کا ملازم ہوتا ہے۔ غلام صحابہؓ کے آقا نماز سے ان کو روکتے۔ تبلیغ سے روکتے۔ اور ان لوگوں کو صرف روکا ہی نہیں جاتا تھا۔ بلکہ یہ کام کرنے پر ان کو مارا بھی جاتا تھا۔ آخر کونسی چیز ہے جو ہمارے لئے نرالی ہے اور پہلوں کے لئے نہ تھی۔

نبیوں کی جماعت میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ قربانیاں کی جائیں۔ ہمارے کسی فرد کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ اکثر ہمارے اوقات دین کی اشاعت اور تعلیم میں صرف ہونے چاہئیں۔ ہماری مجالس میں دینی باتیں زیادہ ہونی چاہئیں۔ ہماری نماز اور دوسروں کی نماز میں فرق ہونا چاہیئے۔ بہت سے لوگوں کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ جلدی جلدی نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی مالی قربانی ہے۔ کیا ہماری مالی قربانی اس قسم کی ہے۔ ابھی چندوں میں سستی ہے۔ بعض دیتے ہی نہیں۔ بعض کم دیتے ہیں۔ اور بعض اپنی آمدنیاں کم بتاتے ہیں۔

حضور نے دہلی کی جماعت کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

یہاں کے لوگوں پر اس لئے ذمہ واری ہے۔ کہ یہ سارے ہندوستان کا صدر مقام ہے۔ دہلی کے صدر مقام ہونے کی وجہ سے یہاں پر مدراس۔ بمبئی۔ یو۔پی۔ پنجاب اور سرحد کے لوگ آتے ہیں۔ وہ آنے والے لوگ جہاں دنیا کے اثرات لیکر جائیں۔ جماعت کے دینی اثرات بھی لے کر جائیں۔ پس یہاں کے لوگ دیوانہ وار تبلیغ شروع کر دیں۔ دہلی کی جماعت کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے مقام کو سمجھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ دفن ہیں۔ پھر یہ ہندوستان کا صدر مقام ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ہمیں ایسے وقت کام کرنے کا موقع دیا۔ جبکہ دوسرے لوگ غافل ہیں۔ ہمیں جلدی جلدی خدا تعالیٰ کا ثواب سمیٹ لینا چاہیئے۔ تاکہ دوسروں کے آنے پر ثواب کی قیمت نہ گھٹ جائے۔ پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ سے صلح کرو۔ اور پوری کوشش کرو۔ تا خدا کے جانباز سپاہیوں میں تمہارا نام لکھا جائے۔

مغرب اور عشاء کی نماز حضور نے کوٹھی ۸ یارک روڈ میں پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور نے بعض آنے والے غیر احمدی احباب کو ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔ بعد ازاں حضور نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔

خطبہ نکاح کا مفہوم

خطبہ نکاح میں حضور نے فرمایا۔ دنیا کا سارا امن وامان شادی بیاہ پر منحصر ہے۔ بظاہر یہ اعلان معمولی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت ساری دنیا کی سیاست۔ حکومت۔ اقتصادی حالت نکاح پر منحصر ہے۔ نکاح کی رسم تمام قوموں میں ہے۔ اور اس موقع پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ کہیں باجے بجائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں میں مٹھائیوں کی گڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ پھیرے دیئے جاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ خوشی کا موقع ہے۔ لیکن اسلام نے اس موقعہ کو صرف خوشی کا موقع ہی نہیں قرار دیا۔ بلکہ مرد اور عورت کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کے لئے کہا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اس نکاح سے ہی ہزارہا قسم کی خوبیاں یا عیب پیدا ہو سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا۔ انبیاءؑ عورتوں سے پیدا ہوئے۔ اور انبیاءؑ کے دشمن بھی عورتوں سے ہی پیدا ہوئے۔ فرعون کے ماں باپ کی شادی جب ہوئی ہوگی۔ تو کتنی دھوم دھام سے ہوئی ہوگی۔ لاکھوں روپے کا جہیز دیا گیا ہوگا۔ ملک میں چراغاں کیا گیا ہوگا۔ کہ شہزادہ کی شادی ہو رہی ہے۔ مگر کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئی ہوگی۔ کہ اس دھوم دھام کی شادی میں وہ شخص پیدا ہوگا۔ جس پر ہمیشہ لعنتیں پڑتی رہیں گی۔

اس کے مقابلہ میں حضرت موسیٰؑ کے والدین کی شادی ہوئی۔ ان کی خوشی زیادہ سے زیادہ یہ ہوئی ہوگی کہ پانچ سات آدمیوں کو کھانا کھلا دیا ہوگا۔ سارے ملک میں چراغاں تو کجا کسی شہر میں بھی چراغاں نہ ہؤا ہوگا۔ بلکہ کسی قصبہ میں بھی نہ ہؤا ہوگا۔ کسی گاؤں میں بھی نہ ہؤا ہوگا۔ بلکہ کسی گاؤں کی گلی میں بھی نہ ہؤا ہوگا۔ خود انہوں نے اپنے گھر میں بھی نہ کیا ہوگا۔ مگر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ اس خاموش شادی کے نتیجہ میں وہ انسان پیدا ہونے والا ہے۔ جس پر دنیا کے سارے کونوں سے رحمتیں بھیجی جائیں گی۔

اسی لئے اسلام نے نکاح کے موقع پر نصیحت فرمائی کہ یہ کام آئندہ بڑے نتائج پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی لئے دعائیں کرتے ہوئے اسے سرانجام دو۔ غرض یہ نہایت اہم موقع ہوتا ہے۔ اس لئے دعائیں کرتے ہوئے اس میں ہاتھ ڈالنا چاہیئے۔ تا خدا تعالیٰ خود حافظ وناصر ہو جائے۔

آخر میں حضور نے دعا فرمائی۔ پھر حضور نے فرمایا میرے سر میں درد ہے۔ اس لئے میں زیادہ نہیں بیٹھ سکتا۔

خاکسار بشیر احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی۔

تعلیم الاسلام کالج قادیان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:- "کالج شروع کر دیا گیا ہے۔ پروفیسر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے مل گئے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ...... لڑکوں کو اس میں تعلیم کے لئے بھجوایا جائے"۔ (الفضل ۲۰ مئی ۱۹۴۶ء)

حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج میں بھجوائیے۔ تھرڈ ایر ایف۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی کا داخلہ ۳۰ ستمبر سے شروع ہے۔ اور دس دن تک جاری رہے گا۔ فرسٹ ایر کلاس میں بھی ۵ اکتوبر تک طلباء داخل کئے جائیں گے۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان)

قرآن کریم ہی کامل اور ابدی شریعت ہے

بہائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس طرح قرآن کریم سے پہلی سماوی کتب اور شریعتیں بدلتی رہیں اسی طرح ضروری تھا۔ کہ قرآن شریف کی شریعت بھی بدل جائے۔ اور اس کی جگہ کوئی اور شریعت نافذ ہو۔ چنانچہ وہ بہاء کی بتائی ہوئی چند ناقص اور خلاف عقل باتوں کو شریعت کا نام دے کر کہتے ہیں کہ معاذ اللہ شریعت قرآن کریم منسوخ ہو گئی ہے۔ اور اب اس نئی شریعت کا دور دورہ ہے۔ اس کے متعلق چند امور بیان کرتا ہوں۔

(۱)

شریعت چونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہے اسلئے اس کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کیا طریق رہا ہے سو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ کی تربیت انسانی اجسام کے لئے مختلف وقتوں میں اور مختلف حالات میں مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً انسان کی عمر کو تین زمانوں میں تقسیم کیا جائے۔ تو ایک اس کا وہ زمانہ ہو گا جو بچپن ہوگا۔ دوسرا جوانی کا اور تیسرا بڑھاپے کا خدا تعالےٰ کی سنت یہ ہے کہ بچپن میں اس کے حالات کے مطابق انسان کی غذا اور پوشاک کے سامان مہیا کرتا ہے۔ پھر جوں جوں انسان کا جسم ترقی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے حالات کے مطابق اس کی غذا اور پوشاک بدل دیتا ہے۔ اسی طرح جب دنیا کی ابتدائی حالت اور زمانہ تھا۔ اس وقت انسانی عقول نے اتنی ترقی نہیں کی تھی۔ جتنی اب کی ہے۔ اس لئے پہلے شریعت جو روحانی غذا تھی اس حالت کے مطابق ابتدائی امور پر مشتمل ہوتی تھی۔ پھر جب انسانی عالم پر جوانی سے مشابہ زمانہ آیا اور انسانی عقول اور دماغوں میں نشوونما ہونے لگی۔ تو قادر مطلق خدا نے اپنی ظاہری سنت کے مطابق حالت زمانہ کے مطابق کامل شریعت اور جامع تعلیم ایک ایسے کامل وجود پر جو اس کامل شریعت کا حامل ہونے کا اہل تھا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کے ذریعہ نازل کی۔

(۲)

پہلی شریعتیں جیسا کہ واقعات ظاہر کرتے ہیں مختص القوم تھیں۔ کیونکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے راستے اور ذرائع نہ تھے۔ ان حالات کے مطابق ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ شریعت اترتی۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے انبیاء مختص الوقت بھی ہوتے۔ اور مختص القوم بھی۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ چونکہ اپنی بلوغت کو پہنچ رہا تھا بلکہ پہنچ چکا تھا۔ اور دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کی مصداق ہو چکی تھی۔ علاوہ ازیں آپ کا زمانہ ایسا تھا۔ کہ ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک قوم سے دوسری قوم تک پہنچنے کے ذرائع پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے حالات زمانہ کے مطابق کامل قانون۔ کامل انسانی لائحہ عمل اور جامع شریعت جو سب ملکوں کے حالات کے مطابق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری۔ اور اس طرح سب دنیا میں وحدت اور اتحاد کی داغ بیل اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود کے ذریعہ ڈالدی۔

(۳)

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سے پہلی شرائع میں سے کسی نے دعوےٰ نہ کیا۔ کہ وہ کامل شریعت ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک وقتی تھی۔ مگر قرآن کریم نے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ دعوےٰ کیا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہ آج وہ زمانہ اور وقت آگیا ہے کہ کامل شریعت اور جامع قانون انسان کو دیا جائے سو میں نے یہ قرآن کامل کر دیا ہے۔ اور شریعت جامع نازل اتار دی ہے۔ چونکہ یہ کامل قانون تھا جس میں کسی قسم کی کمی بیشی آئندہ نہ ہونی تھی۔ اس لئے کہا۔ اتممت علیکم نعمتی کہ ہر قسم کا انعام خواہ روحانی ہو یا جسمانی ظاہری ہو یا باطنی آئندہ قرآن کریم کے ذریعہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے ہی ملا کرے گا۔

چونکہ یہ شریعت ابدی ہے بوجہ کامل ہونے کے۔ اس لئے پہلے کسی شریعت کا نام خدا تعالےٰ نے نہ رکھا۔ مگر اس دین کا نام خدا تعالےٰ نے خود رکھا۔ چنانچہ فرمایا رضیت لکم الاسلام دینا۔ اور دوسری جگہ فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام۔ نیز اسلام کے ماننے والوں کا نام بھی خدا تعالےٰ نے خود رکھا۔ چنانچہ فرمایا۔ سمّٰکم المسلمین

(۴)

خدا تعالےٰ کی شروع سے سنت ہے کہ جس چیز کو وہ خود بناتا ہے۔ وہ اگر وقتی نہیں ہوتی۔ تو اس کی حفاظت کے سامان بھی خود کرتا ہے جیسے سورج۔ چاند۔ ستارے ہوا۔ پانی۔ اسی طرح قرآن شریف چونکہ کامل شریعت ہونے کے باعث ابدی شریعت ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ خدا تعالےٰ اس کی حفاظت کا سامان بھی خود کرتا۔ چنانچہ اس نے ایک طرف تو یہ فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ قرآن کریم جو کامل ذکر ہے ہم نے ہی اسکو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کی حفاظت کے سامان کر دیئے۔ مثلاً اول قرآن کریم کی زبان عربی اگرچہ ایک ملک عرب کی زبان تھی۔ مگر آج یہ مصر۔ شام۔ عراق اور کئی مقامات کی زبان ہو گئی ہے۔ تاکہ وہ محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ دیکھ لیں کہ پہلی سماوی کتب میں سے آج ایک کی بھی ایسی زبان نہیں۔ جو اس طرح زندہ ہو۔ اور ملکوں کی زبان ہو جس طرح کہ عربی ہے عبرانی سنسکرت وغیرہ زبانیں اب مردہ ہو گئی ہیں۔ بخلاف عربی زبان کے۔

دوسرا طریق حفاظت کا قرآن کریم کے ظاہری الفاظ فقرات اور سورتوں کا پورے طور پر حفظ کرنا ہے۔ پہلی سماوی کتب میں سے ایک بھی ایسی نہیں۔ جس کو اس کے پیروؤں میں سے کسی نے من وعن حفظ کیا ہو۔ بخلاف قرآن کے کہ آج بھی ہزارہا انسانوں کے سینوں میں یہ اسی طرح محفوظ ہے جس طرح قرون اولےٰ میں تھا۔ پس یہ خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت زبردست ثبوت ہے۔ کہ آج بھی انسان کے لئے کامل شریعت قرآن کریم ہی ہے۔

تیسرا طریق حفاظت یہ ہے کہ چونکہ قرآن کریم تمام دنیا کے لئے جامع ہے اس لئے جہاں اس میں یہ دعوےٰ موجود ہے۔ کہ لیکون للعالمین نذیرا۔ کافۃ للناس۔ اور یہ دعوےٰ بھی کسی دوسری سابقہ شریعت میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ وہ تمام اقوام عالم کے لئے نہ تھیں۔ وہاں خدا تعالےٰ نے فعلی شہادت یہ دی۔ کہ تمام دنیا میں اسکو پھیلانے کے سامان کر دیئے اور کثرت کے ساتھ پڑھنے کا شوق انسانی قلوب میں اس کے متعلق ڈال دیا۔ چنانچہ متعصب عیسائیوں نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ سب سے زیادہ دنیا میں پڑھی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے متعصب عیسائیوں کی یہ شہادت بتاتی ہے کہ قرآن کریم کو ہی یہ غیر معمولی قبولیت حاصل ہے۔ جو کسی اور مذہبی کتاب کو میسر نہیں۔ پس اگر بہائیوں کے اس وہم میں حقیقت کا کوئی شائبہ بھی ہوتا۔ کہ معاذ اللہ اب شریعت قرآن منسوخ ہو گئی ہے۔ تو خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے اس کی قبولیت اور اس کے پڑھنے کا شوق بھی اٹھا دیتا۔

خاکسار۔ ظہور حسین بخارائی

انصار سلطان القلم کے نتیجہ کا اعلان

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے انصار سلطان القلم کے دوسرے مقابلے کا عنوان "حضرت مصلح موعود کے کارنامے" مقرر کیا گیا تھا۔ مندرجہ ذیل اصحاب اول دوم و سوم رہ کر انعامات کے مستحق ہوئے۔ شعبہ ہذا ان کو اس کامیابی پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے

(۱) محمود احمد صاحب عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن اول (۲) محمود احمد صاحب طاہر جامعہ احمدیہ قادیان دوم (۳) محمد صدیق صاحب شمس بورڈنگ مدرسہ احمدیہ سوم

تیسرے مقابلے کے لئے "قوموں کی زندگی اسلام میں ہے" عنوان مقرر کیا جاتا ہے مضامین خوشخط فلسکیپ ۸ سے ۱۲ صفحہ تک کے یکم نومبر تک دفتر مرکزیہ میں پہنچ جائیں۔ قائدین خدام کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں حصہ لینے کی تلقین فرمائیں۔ عنداللہ ماجور ہوں۔ سیکرٹری مجلس انصار

اسلام مستشرقینِ یورپ کی نظر میں

(۲)

احباب کرام گذشتہ قسط میں اسلام کی جاذبیت برتری اور ہمہ گیری کے متعلق بہت سے اکابر یورپ کی شہادت ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہم اسی ضمن میں چند اور شہرۂ آفاق مستشرقین کے خیالات پیش کرتے ہیں۔

اسلام ایسا کامل اور افضل مذہب ہے۔ کہ نہ صرف مشرق و مغرب کے مفکرین اور مدبرین سے خراجِ تحسین حاصل کر چکا ہے۔ بلکہ خود خالق ارض و سما نے بھی فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدہ رکوع ۱) یعنی آج سے ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کی انتہا کر دی۔ اور تمہارے لئے دینِ اسلام پسند کیا۔

(۱)

مسٹر طامس کارلائل Mr Thomas Carlyle دی پاپولر ریلیجن آف دی ورلڈ ص۱۱۵ میں قرآن حکیم کے متعلق لکھتے ہیں:۔

”قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے۔ جس کی نسبت مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اس کو خدا نے بھیجا ہے۔ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔ جبکہ طرح طرح کی گمراہیاں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت و شرافت اور تہذیب و تمدن کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ ہر طرف بےچینی اور بد امنی مسلط تھی۔ اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن و سکون اور محبت کے جذبات پیدا کئے۔ بےحیائی کی ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ اور ظلم و ستم کا بازار سرد ہو گیا۔ ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آ گئے۔ اور بیشمار وحشی شائستہ بن گئے۔ اس کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اس نے جاہلوں کو عالم ظالموں کو رحمدل اور عیش پرستوں کو پرہیزگار بنا دیا۔ یہی وہ کتاب ہے۔ جو آج چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں پر حکومت کرتی ہے۔ اور وہ اسکی تعظیم و تکریم کے لئے وقف ہیں۔

اپنی ایک اور تصنیف ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں مسٹر طامس کارلائل رقمطراز ہیں۔

”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قلب نہایت صاف شفاف اور ان کے خیالات ہوا و ہوس سے بےلوث تھے۔ وہ نہایت سرگرم رفتار سر اور باخدا بزرگ تھے۔ آج بھی ان کی صداقت کامیابی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اس روشن چشم فراخ دل کریم النفس معاشرت پسند اور درد بھرے دل والے بادیہ نشین کے خیالات جاہ طلبی سے کوسوں دور تھے۔ اس شخص کی عظمت میں متانت کی شان نظر آتی تھی۔ اور ان کا شمار ان لوگوں میں تھا۔ جن کا شعار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو فطرتاً بےلوث اور سچے ہوتے ہیں۔“

محولہ بالا کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں طامس کارلائل نے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح اور سیرتِ پاکیزہ پر سیر کن بحث کی ہے ذیل میں اس کتاب سے بعض اور حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

(ا) ”نپولین۔ برنز۔ میرابو کرن۔ مویل اور بہت سے ایسے افراد جو دنیا کو فساد اور گمراہی سے بچا کر نجات اور فلاح کے راستہ پر لائے ہیں۔ بڑے مقتدر ہو گزرے ہیں۔ لیکن محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت کے سامنے سب کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑا ہے۔ آپ کی ذات خلوص و صداقت اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے۔ آپ کا ہر فعل تصنع۔ بناوٹ اور تکلف سے پاک ہے۔ اور حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ کو اپنی ذات اور صفات کا احساس نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنی ذات کو عامۃ الناس کے زمرہ میں عام انسان کی طرح شامل سمجھتے تھے۔ اور کسی بڑے سے بڑے کام کی تکمیل پر بھی مفاخرت ان کے شعور اور ادراک سے کوسوں دور رہتی تھی“

(ب) ”آپ کی سیرتِ مقدسہ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ زندگی کے شروع زمانہ ہی سے آپ راستباز اور امین تھے۔ آپ کی ایک ایک بات حکمت کے خزانہ کی کنجی تھی۔ اور وہ مشکلات جو زندگی میں پیش آ سکتی تھیں۔ آپ نے سب حل فرما دی تھیں۔ آپ کا طریقِ زندگی شرافت اخلاق اور تہذیب کا سبق آموز تھا۔ آپ کبھی ضرورت کے سوا کوئی بات منہ سے نہیں نکالتے تھے۔ لیکن اگر کوئی بات فرماتے تھے تو وہ حکمت اور راستبازی کی مترادف ہوتی تھی۔ اور حقیقت میں کلام متین کی شان ایسی ہی ہوتی ہے۔“

(ج) ”موجودہ زمانہ کی سائینٹفک ایجادات اور ادبیات کے ذخیروں نے ہم کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور اس کشاکش میں ہم اپنے روحانیت کے جوہر کھو بیٹھے۔ لیکن اگر حقیقت میں دیکھا جائے۔ تو روحانیت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے بعد دنیا کی تمام نعمتیں ہمارے کام آ سکتی ہیں۔ بڑی سے بڑی حکمت اور سائنس بھی اس کے بغیر ناکارہ اور مہمل ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ایسا تھا۔ کہ مذہب اسلام کی بنیاد نفسانی خواہشات پر ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا کہنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیونکہ قوت شہوی اور غضبی اور نفس امارہ کے تمام کام براہِ راست مذموم تصور کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب ان سب قوتوں پر حکمت کامل کا تصرف ہو۔ اور ہر فعل اور ہر کام قوتِ عقل کی راہنمائی میں کیا جائے۔ تو پھر مذمت یا برائی حسنِ عمل سے بدل جاتی ہے۔ پیغمبر اسلام کے مذہب نے عامہ خلائق کو برائیوں سے بچا کر اکتسابِ فضیلت کا درس دیا ہے۔“

(د) ”آپ (پیغمبر اسلام) نفس پرستی کی منزل سے کوسوں دور تھے۔ لذت پرستی اور آپ کی ذات اقدس میں زمین و آسمان کی دوری حائل ہے۔ سچ پوچھو تو آپ غذا۔ لباس مسکن اور دیگر معاملاتِ زندگی میں بڑے محتاط تھے۔ باوجودیکہ بنی ہاشم جیسے متمول اور تونگر خاندان کے مقدس رکن تھے۔ لیکن ایثار کی فضیلت کے قربان جایئے۔ اکثر اوقات نان و آبِ سرد پر اکتفا فرماتے تھے۔ کئی کئی دن گھر میں چولہا گرم نہ ہوتا تھا۔ اور اولوالعزمی کا یہ حال تھا کہ تمام دنیا کی اصلاح کا ذمہ لیکر ہمیشہ کے لئے انسان کی زندگی کے راستہ کو صاف کر دیا۔ رحم و کرم اور لطف و عنایات ایسی صفتیں تھیں۔ جو اس دانائے راز کے اعمال و افعالِ شریفہ سے نمایاں ہوتی تھیں۔ آپ نے انتہائی خلوص اور پختگی کے ساتھ اہلِ دنیا کو خدائے یکتا کی توحید کی دعوت دی۔ اور شرک و بت پرستی کا نام و نشان تک مٹا دیا۔“

(ہ) پھر یہی طامس کارلائل اپنی کتاب مذکورۃ الصدر میں ایک اور مقام پر لکھتے ہے۔

”مورخین بالاتفاق لکھتے ہیں۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا لباس خود سیتے پیوند لگاتے۔ اور رفو فرماتے تھے۔ کیا اس سے زیادہ بلند مثال دنیا کی تاریخ پیش کر سکتی ہے۔ آپ نے موٹے کپڑے پہن کر اور نانِ جویں کھا کر تبلیغ دین اور توحیدِ حق میں زندگی گذار دی۔ آپ رات دن یہی کوشش فرماتے رہے کہ لوگ انصاف اور فضیلتِ نفسی اور اچھی عادات سیکھیں۔ آپ کی ذاتِ مبارکہ نے ضعیف اور کمزور انسانوں کی طرح کبھی شہرت یا حکومت کو پسند نہ فرمایا۔ کبھی جاہ و مراتب دنیا کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھا۔ اشاعتِ دین۔ توحید اور عدل آپکی سرشت کا حصہ تھے۔ اگر آپ میں ایسی صفات نہ ہوتیں۔ تو عرب کے جہلاء جو بڑے سخت گیر اور سنگدل تھے۔ کبھی آپ کی تعظیم و تکریم پر آمادہ نہ ہوتے یہ آپ کی تعلیم روحانی کی برکت تھی۔ کہ وحشی متعصب اور جاہل عرب مہذب اور شائستہ بن گئے۔ مجھے یقین کامل ہے۔ کہ اگر سیدِ عالم کی بجائے قیصر روم اپنے تاج و تخت سے آراستہ ہو کر ان لوگوں پر حکومت کرتا۔ اور ان سے اطاعت صداقت اور راست روی کا مطالبہ کرتا۔ تو آپ کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی کامیاب نہ ہو سکتا۔ آپ کی روحانی عظمت کا اس سے زیادہ مبین ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔“

(۲)

جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن میں لکھتے ہیں:۔

”اس میں شبہ نہیں۔ کہ تمام مصنفین اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں۔ جس کے سوانح حیات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور

because they might be converted to christianity

کہ اس طرح وہ غلام عیسائی بنائے جا سکیں گے عیسائی معترض تو اسلام پر کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام کو طاقت اور زور سے پھیلایا گیا ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام کو تو دنیا نے اس کی تعلیم والوہ ایمان فطرت کے مطابق تعلیم کے سبب قبول کیا۔ لیکن عیسائیت طاقت کے بل بوتے پر پھیلائی گئی۔ مندرجہ بالا تحریر اس امر کا بین ثبوت ہے۔

۱۶۳۱ء میں جیمس اول کے ماتحت باقاعدہ ایک کمپنی گورنمنٹ کی طرف سے غلاموں کے بیوپار کے لئے جاری کی گئی۔ جس نے اپنا کاروبار خوب زور و شور سے شروع کیا۔

سترھویں صدی میں یہ تجارت اپنے انتہائی عروج پر تھی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ۱۶۸۰ء سے لیکر ۱۶۸۸ء تک صرف آٹھ سال کے عرصہ میں ہی ایک انگلش کمپنی نے ایک لاکھ غلاموں کا بیوپار کیا۔ یہ صرف ایک انگلش فرم کا حساب ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں انگریزی، ڈچ اور فرنچ کمپنیاں بھی اس نہایت ذلیل کام میں حصہ لے رہی تھیں اور افریقہ کے بیٹوں کو اپنے سونا اور چاندی کی طرح بیچ رہی تھیں۔

جو مظالم ان غلاموں پر ہوتے تھے وہ انسان کے وہم و گمان سے بالا ہیں۔ ایک انگریز سیاح ہیجر ڈینہام کا بیان ہے جبکہ وہ طرابلس کے راستہ صحرا میں سے نائیجیریا کو آرہا تھا کہ اس نے ہزاروں انسانی پنجر راستہ میں دیکھے۔ غلاموں کے تاجر غلاموں کو زنجیروں میں قطار در قطار باندھے ہوئے پیدل صحرا کے راستہ سے لے جاتے تھے۔ جہاں کوئی غلام بیمار ہوتا اور چل نہ سکتا وہیں اس کو زنجیر سے نکال کر چھوڑ دیا جاتا۔ اور وہ بیچارہ بھوک اور پیاس کی شدت سے چند دنوں میں جان بحق ہو جاتا۔

ایک کتاب میں غلاموں کی مختلف مارکیٹوں کی تصاویر ہیں۔ جس طرح جانوروں کے تاجر اپنے گاہک کو گائے بھینس کے دانت دکھلاتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ آیا جوان ہے یا بوڑھی بالکل اسی طرح ایک تصویر غلاموں کی مارکیٹ میں دکھائی گئی ہے۔

زنگر یوپ صاحب کے فتوی کے مطابق ہزاروں لاکھوں انسانوں کو غلام بنایا گیا۔ اور چیونٹیوں سے بدتر سلوک ان سے کیا گیا۔

(۴)

سترھویں صدی کے نصف میں جبکہ غلاموں کی تجارت اپنے انتہائی عروج پر تھی۔ انگلینڈ میں ایک طبقہ نے اس ذلیل قسم کی تجارت کے خلاف آواز اٹھانی شروع کی۔ ملک کی اکثریت غلامی کی تائید میں تھی سرمایہ دار لوگوں اور خود گورنمنٹ کو اس تجارت سے بہت فائدہ حاصل ہو رہا تھا لیکن آہستہ آہستہ غلاموں کی تجارت کے خلاف مہم تیز ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ ۱۷۷۲ء میں گورنمنٹ نے انگلینڈ میں غلاموں کا داخلہ قانوناً بند کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ ۱۸۰۷ء میں یہ تجارت تمام برٹش علاقوں میں جرم قرار دیدی گئی آخر انگریزوں نے اس تجارت کے خلاف مہم شروع کی ان کے دیکھا دیکھی فرانس اور سپین کی حکومتوں نے بھی غلامی کے خلاف سرسری قوانین پاس کر دیئے لیکن چوری چھپے یہ تجارت جاری رہی۔ آخر انگریزوں نے غلاموں کے جہازوں پر قبضہ کرنا شروع کیا اور آزاد کردہ غلام فری ٹاؤن میں بسائے گئے یعنی اس کا نام فری ٹاؤن رکھا گیا۔ ۱۷۸۷ء میں اس شہر کی بنیاد پڑی تھی۔ آزاد کردہ غلام یہاں بسائے گئے تھے۔ غلام انگلینڈ سے بھی لاکر یہاں بسائے گئے۔ شہر نے ترقی شروع کی۔ جب انگریزوں نے زبردستی جہازوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ تو غلاموں کے مالک جب یہ دیکھتے کہ خطرہ ہے اس کے جہاز کی تلاشی لی جائیگی ہزاروں زندہ غلاموں کو جو زنجیروں میں بندھے ہوئے ہوتے سمندر میں پھینک دیتے تھے۔ اور غریب غلاموں پر ہر طرح کے مظالم روا رکھے گئے۔

۱۸۳۳ء میں ایک اور قانون پاس ہوا کہ جس قدر غلام انگلینڈ میں ہیں وہ اسی دن سے آزاد سمجھے جائیں۔ اس زمانہ میں واقعی انگریزوں نے غلاموں کی تجارت کے خلاف مہم خوب زور شور سے شروع کی جس کے نتیجہ میں ان کی حکومت نائیجیریا میں مضبوط ہوتی گئی۔ اور دوسری یورپین اقوام کا اثر اس علاقہ میں کم ہوتا گیا بالآخر ۱۹۰۰ء میں نائیجیریا پر باقاعدہ انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس موقعہ پر جو اعلان کیا گیا وہ بے حد دلچسپ ہے اس میں لکھا ہے۔

At the time it was not desire of the British government to make west Africa part of the British empire, but future happenings forced great British to change that decision

یعنی اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کی یہ بالکل خواہش نہ تھی۔ کہ مغربی افریقہ کو سلطنت برطانیہ کا حصہ قرار دیا جائے۔ لیکن مسلسل واقعات نے برطانیہ کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے سابقہ فیصلہ کو بدل ڈالے۔ یہ وہ اہم اعلان ہے۔ کہ جس کے بعد مغربی افریقہ پر قبضہ کرنا جائز سمجھ لیا گیا۔ اور عملاً اس پر قبضہ کر لیا گیا:-

(۵)

کہنے کو تو عیسائی مشنری ہر وقت یہی پیش کرتے ہیں کہ عیسائیت محبت ہے اور اس نعرہ کو دہراتے دہراتے اُن کی زبانیں خشک ہو جاتی ہیں۔ لیکن ذرا اُن کی محبت کا اندازہ ان امور سے لگائیے کہ اپنے ذاتی فوائد کی خاطر ہزاروں لاکھوں انسانوں کو غلام بنایا۔ اور بائیبل کی کسی تعلیم کا بھی لحاظ نہ رکھا گیا۔ بلجیم کانگو کے علاقہ کی حالت اس سے بھی دردناک تھی۔ لکھا ہے کہ ان مسیحی نرم دل بادشاہ نے اس قدر مظالم ان لوگوں پر کئے کہ صرف بارہ سال کے عرصہ میں بلجیم کانگو کی دو کروڑ آبادی میں سے ایک کروڑ آدمی ان مظالم کا تختہ مشق بن کر جان بحق ہو گئے۔

(۶)

اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کیلئے نائیجیریا کی مثال ہی لے لیجئے۔ یورپین لوگوں کی آمد سے دو تین سو سال پہلے اسلام اس علاقہ میں پھیلا اور اس سرعت سے ترقی کی اور جلد ہی اسلامی سلطنتیں قائم ہو گئیں اور اس عمدگی سے خادمان اسلام نے انتظامات کئے۔ کہ خود یورپین مورخ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اسلام اپنے ساتھ اعلیٰ تہذیب اور علوم لایا۔ (۳۲)

علاوہ ازیں اسلام اپنے ساتھ اعلیٰ تہذیب اور علوم لایا۔ کوئی ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں غلامی کا نام و نشان بھی پایا جاتا ہو۔ لیکن یورپین اقوام کا

این۔ ڈبلیو۔ آر۔ سروس کمیشن لاہور

این۔ ڈبلیو۔ آر میں بطور جونیئر الیکٹریکل کام کرنے کے لئے امیدواروں کی طرف سے ۲۲/۹/۲۶ تک درخواستیں موصول ہو جانے کے بارہ میں جو اعلان کیا گیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ درخواستیں وصول کرنے کی تاریخ ۸/۱۰/۲۶ تک بڑھادی گئی ہے۔

امیدواروں کی آگاہی کے لئے دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے کہ سات عارضی اسامیوں میں سے پانچ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ایک اینگلو انڈین اور ایک ڈومی سائیلڈ یوریپیئنول کے لئے۔ اور ایک سکھوں۔ پارسیوں اور ہندوستانی عیسائیوں کے لئے۔ علاوہ ازیں نو موزوں امیدواروں (پانچ مسلم۔ دو اینگلو انڈین و ڈومی سائیلڈ یورپین۔ ایک سکھ پارسی اور ہندوستانی عیسائی اور ایک شیڈولڈ اقوام) کے نام فہرست انتظار پر رکھے جائیں گے۔ اگر ریزروڈ کوٹا پورا کرنے کے لئے کوالیفائیڈ مسلم اور اچھوت امیدوار کافی تعداد میں نہ مل سکے تو باقی ماندہ اسامیاں غیر مخصوص قرار دیدی جائیں گی۔

تنخواہ ۸۵-۲/۵-۶۵ مع گرانی الاؤنس اور دیگر الاؤنسوں کے جو از روئے قواعد مل سکتے ہیں۔

قابلیت۔ امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ (۱) وہ کسی منظور شدہ ٹیکنیکل سکول یا کالج کا کوالیفائیڈ ہو (۲) کسی باقاعدہ ورکشاپ میں کم سے کم دو سال کا عملی تجربہ رکھتا ہو۔ ان امیدواروں کی درخواستوں پر بھی غور کیا جاسکتا ہے جنہوں نے کارسپانڈنس کورسز کے ذریعہ کافی ٹیکنیکل تعلیم حاصل کی ہو۔

عمر۔ اکیس اور اٹھائیس سال کے درمیان اور اچھوت اقوام کے امیدواروں کیلئے اکتیس سال۔ سرکاری ملازموں کی عمر ۳۵ سال تک بھی ہو سکتی ہے

مزید تفاصیل کے لئے اپنے ایڈریس کے لفافہ کے ساتھ جس پر ٹکٹ بھی چسپاں ہو سیکرٹری کو بھیجئے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے سروس کمیشن

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر بطور سب اسسٹنٹ سرجن تقرری کے لئے امیدواروں کی طرف سے درخواستیں طلب کرنے کے لئے جو ۲۵/۹/۴۶ کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں مزید اطلاع دی جاتی ہے کہ درخواستیں طلب کرنے کی آخری تاریخ میں مورخہ ۱۵/۱۱/۴۶ تک توسیع کر دی گئی ہے۔ امیدواروں کی اطلاع کے لئے دوبارہ مشتہر کیا جاتا ہے کہ ۵ عارضی آسامیاں مسلمانوں کے لئے ریزرو کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۰ موزوں امیدواروں کے نام ویٹنگ لسٹ پر رکھے گئے ہیں۔ (۷ مسلمان۔ ۱ سکھ پارسی اور انڈین کرسچین اچھوت ۱۔ غیر مخصوص ۱) اگر کافی تعداد میں کوالیفائیڈ مسلمان ریزرو کوٹا پورا کرنے کے لئے نہ ملے تو بقایا اسامیوں کو ریزرو نہیں سمجھا جاوے گا۔

تنخواہ:۔ ۷۵ روپے ماہوار ۷۵-۵-۱۲۰ کے سکیل میں عارضی طور پر اس کے علاوہ منظور شدہ مہنگائی الاؤنس اور دیگر الاؤنس دیئے جائینگے۔ اس کے علاوہ سستے داموں خوردنی اشیا خریدنے کی رعایت

قابلیت:۔ کم از کم قابلیت لائسنس میڈیکل (ایل۔ ایم۔ پی) جو کسی اتھارٹی نے عطا کیا ہو (علاوہ یونیورسٹی سرٹیفکیٹ) جو انڈین میڈیکل ڈگری ایکٹ نمبر VII آف ۱۹۱۶ء میں لکھا گیا ہے کہ ایک امیدوار کا نام انڈین پراونشل میڈیکل رجسٹر میں درج ہونا چاہیئے

عمر:۔ ۳۵ سال۔ اچھوت اقوام کے لئے ۳۰ سال

مفصل تفصیلات سیکرٹری کے پتہ پر ٹکٹ لگایا ہوا اور اپنا پتہ لکھا ہوا لفافہ بھیج کر معلوم کریں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)